مقابلۂ کفر و ایمان

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی زندگی کا ایک زریں باب

(مولوی محمد ادریس صاحب آزاد اعظمی مولوی عالم، فاضل رحمانیہ)

تبر بدوش کوئی نوجوان آتا ہے بتوں کے واسطے پیغامِ مرگ لاتا ہے
بڑھا کے ہاتھ بتوں پر تبر چلاتا ہے صنم کدہ کو براہیمؑ دیکھو ڈھاتا ہے
وہی خلیلؑ جو تھا زیر سایۂ آذر
بتوں کو توڑ رہی ہے اسی کی آج تبر

ملی تھی خلعتِ پیغمبری ابھی اس کو جہاں کی دی تھی ابھی حق نے سروری اس کو
پر رگ، بھائی ذرا بھی نہ آذری اس کو پسند آگئی فطرت کی دلبری اس کو
صنم کدہ کے بتوں کو وہ توڑ کے نکلا
تلاشِ حق میں پدر کو بھی چھوڑ کے نکلا

فریب و مکر کا اک پیکرِ نحیف و نزار جو خود کو کرتا تھا رب کے مقابلہ میں شمار
تھا تاج و تخت پہ طاقت کا جس کی مدار وہ دیکھ سکتا تھا کب حق کی گرمیِ بازار
اٹھا خلیلؑ کو تا ڈالدے وہ گلخن میں
خزاں نہ آئے کبھی تاکہ اس کے گلشن میں

وہ آگ جس سے فرشتوں کے دل دہل جائیں شرار بھی جو پڑیں اس میں تو پگھل جائیں
وہ آگ برق کے پارے بھی جس میں جل جائیں وہ آگ جس سے زمیں، آسمان ہل جائیں
خلیلؑ کود پڑا اس میں مسکراتا ہوا
جہانِ کفر کو پیغامِ حق سناتا ہوا

خلیلؑ آگ میں ہر سمت آنے جانے لگا، گیا جو اس میں تو اب اور مسکرانے لگا
وہ اہلِ کفر کا ہنس ہنس کے دل جلانے لگا یقیں کا سکہ جہاں پر وہ اب بٹھانے لگا
نہ سوز تھا نہ تپش تھی نہ آگ میں گرمی
مزاجِ نار میں آزاد آگئی نرمی۔